www.KitaboSunnat.com

الکتٰب والحکمۃ

انسائیکلوپیڈیا آف قرآن

ترجمان القرآن

نواب صدیق حسن خان ؒ

پروفیسر محمد اسرائیل ـــــ پروفیسر ظفر اقبال
پروفیسر عبدالحفیظ

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ :- ترجمہ :- جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

یہ متقین کی صفت ہے کہ وہ غیب کی بات پر ایمان لاتے ہیں، ایمان کہتے ہیں تصدیق کو یعنی دل سے کسی بات کو سچ اور برحق ماننا کسی نے کہا یہاں ایمان کے معنیٰ ڈر ہیں۔ ابن جریرؒ نے کہا اولیٰ یہ ہے کہ وہ لوگ ایمان بالغیب کے ساتھ قول، اعتقاد اور عمل سے متصف ہیں کبھی اللہ کا ڈر بھی ایمان کے معنیٰ میں داخل و شامل ہوتا ہے یعنی اس ایمان میں جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ قول کی تصدیق عمل سے کرے۔ ایمان ایک ایسا جامع حکم ہے کہ اس میں اللہ، آسمانی کتابیں، تمام انبیاء و رسل کی تصدیق اور بالفعل اقرار و اعتراف شامل ہے۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں لغت میں ایمان کا لفظ تصدیق محض پر بولا جاتا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ : (التوبۃ: ۶۱)

ترجمہ :- وہ اللہ کا اور مومنوں (کی بات) کا یقین رکھتا ہے۔

یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ سے کہا تھا۔

"وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ کُنَّا صٰدِقِیْنَ ۔ (یوسف: ۱۷)

ترجمہ :- اور آپ ہماری بات کو گو ہم سچ ہی کہتے ہوں باور نہیں کریں گے۔

اسی طرح جب یہ لفظ اعمال کے ہمراہ آتا ہے تو بمعنی تصدیق ہوتا ہے جیسے اللہ کا فرمان ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۔ (التین : ۶)

ترجمہ: مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔

اور جب مطلقاً استعمال ہوگا تو ایمان شرعی بغیر اعتقاد، قول اور فعل کے نہیں ہوتا، اکثر آئمہ کا یہی مذہب ہے بلکہ شافعیؒ، احمدؒ اور ابو عبیدہؒ وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ایمان قول اور عمل سے گھٹتا بڑھتا ہے، اس باب میں بہت سی احادیث و آثار آئے ہیں جنہیں ابن کثیرؒ نے اوّل شرح بخاری میں علیحدہ ذکر کیا ہے، جس نے ایمان کی تفسیر یہاں خشیت کی ہے اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ (الملک ۱۲)

ترجمہ: جو لوگ بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ (ق : ۳۳)

ترجمہ: جو اللہ سے بن دیکھے ڈرتا رہا اور رجوع لانے والا دل لے کر آیا۔

یہ خشیت ایمان و علم کا خلاصہ ہے، اللہ کا فرمان ہے۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر: ۲۸)

ترجمہ: اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (البینۃ ۸)

ترجمہ: یہ صلہ اس کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے۔

معلوم ہے کہ بہشت اہل خشیت کا ہی مقدر ہے، رہی یہ بات کہ غیب سے یہاں کیا مراد ہے؟ کسی نے کہا اللہ، فرشتے، کتابیں، آخرت کا دن، جنت و دوزخ، اللہ کی ملاقات یہ لوگ اس بات پر ایمان لائے کہ مرنے کے بعد جی اٹھیں گے، سو یہ سب غیب ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا غیب وہ ہے جو اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ کسی نے کہا قرآن ہے، بعض نے کہا جو اللہ پر ایمان لایا وہ غیب پر ایمان لایا، کسی نے کہا غیب سے مراد اسلام ہے۔ کسی نے کہا قضاء و قدر ہے سو یہ سارے معنی ملتے جلتے ہیں، یہ ساری چیزیں نظر نہیں آتیں سب پر ایمان لانا واجب ہے۔ ابو جمعہؓ نے کہا ہم نے رسولِ اکرمؐ کے ساتھ صبح کا کھانا کھایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ بن جراح تھے انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہم سے بھی کوئی بہتر ہے؟ ہم آپؐ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، آپؐ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو مجھ پر ایمان لائے گی۔ حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں (احمد) دوسرے الفاظ اس طرح ہیں ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! کیا ہم سے زیادہ کوئی قوم اجر پائے گی؟ ہم اللہ پر ایمان لائے، ہم نے آپ کی اطاعت کی، آپؐ نے فرمایا تمہیں اس بات سے کون منع کرتا ہے کہ رسول اللہؐ تمہارے درمیان موجود ہیں، ہر دم آسمان سے وحی چلی آتی ہے۔ ہاں ایک قوم تمہارے بعد آئے گی اُن کو ایک کتاب دو گتوں کے درمیان ملے گی وہ اس کی تصدیق کریں گے اور جو کچھ اس کتاب میں ہوگا اس پر عمل کریں گے اُن کا اجر تمہارے اجر سے دوگنا زیادہ ہے۔ (ابن مردویہ) فتح الباری میں ہے کہ فضیلت میں کوئی چیز صحابہؓ کے برابر نہیں ہوسکتی، کیونکہ انہوں نے رسولِ اکرمؐ کو دیکھا ہے، صرف اجر کے زیادہ ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ غیر صحابہ، صحابہؓ پر افضل ہوں اس لئے کہ اجر کی کمی و بیشی کا انحصار عمل پر ہوتا ہے سو مشاہدۂ رسولؐ کوئی عمل نہیں پاسکتا۔ رسولِ اکرمؐ کا فرمان ہے ایمان میں وہ قوم مجھے سب سے زیادہ پسند ہے جو تمہارے بعد ہوگی۔ ان کو صحیفے ملیں گے، ان کے پاس کتاب ہوگی اور وہ جو کچھ اُن صحف میں لکھا ہوگا اس پر ایمان لائیں گے (ابن عرفہ) ابو حاتمؒ نے کہا مغیرہ بن قیس اس حدیث کی سند میں "منکر الحدیث" ہے، لیکن قریب قریب ابو یعلیٰ، ابن مردویہ اور حاکم نے بھی حدیث محمد بن حمید کو روایت کیا ہے، حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

ان حدیثوں میں کتاب و سنت کے پیروکاروں کے لئے خوشخبری ہے کہ انہوں نے رسولِ اکرمؐ کو نہیں دیکھا صرف قرآن کو پایا، اس پر ایمان لائے اور عمل کرتے ہیں۔ عربی لغت میں ہر اُس چیز کو غیب کہتے ہیں جو انسان کو نظر نہ آئے۔ کسی نے کہا غیب سے مراد اس جگہ دل ہے یعنی صدق دل کے ساتھ اس کتاب کی تصدیق کرتے ہیں، کسی نے کہا غیب سے مراد وہ چیز ہے جس کی خبر رسول اکرمؐ نے دی اور وہ عقل سے دریافت نہیں ہوسکتی۔ جیسے علاماتِ قیامت، عذابِ قبر، حشر، نشر، صراط، میزان، جنت اور دوزخ۔

حدیثِ جبرائیلؑ میں ایمان شرعی اسی کو ٹھہرایا۔ فرمایا۔ ایمان یہ کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں کتابوں، رسولوں اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، تو قضاء و قدر کے اچھا اور بُرا ہونے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر ایمان لائے۔ یہ حدیث بخاری شریف میں "والقدر خیرہ وشرہ" کے الفاظ سے آئی ہے۔
حدیث نزیلہ بنت اسلم میں تحویلِ قبلہ کے بارے میں ہے کہ جب ان کو یہ خبر ملی کہ رسولِ اکرمؐ نے قبلے کی طرف منہ کر لیا ہے تو انہوں نے قبلے کی طرف منہ کیا تو وہ نماز ہی میں قبلے کی طرف پھر گئے۔ جب رسول اکرمؐ نے یہ بات سنی فرمایا۔

"اُولٰٓئِكَ قَوْمٌ اٰمَنُوْا بِالْغَيْبِ"

یہ وہ قوم ہے جو غیب پر ایمان لائی (ابن حاتم، طبرانی، ابن مندہ ابونعیم)

عوف بن مالک نے مرفوعاً کہا ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کاش میں اپنے بھائیوں کو دیکھتا، صحابہؓ نے عرض کی کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا ہاں ضرور ہو لیکن تمہارے بعد ایک قوم آئے گی جو مجھ پر تمہاری طرح ایمان لائے گی، تمہاری طرح تصدیق کرے گی، تمہاری طرح میری مددگار ہو گی، کاش میں انہیں مل سکتا۔ (ابن ابی شیبہ، مسند) اس حدیث کا مصداق کامل اہل حدیث کا گروہ ہے۔ ان کو رسولِ اکرمؐ نے اپنا بھائی کہا ہے، ان کی یہ پہچان بتائی کہ وہ ایمان، تصدیق اور نصرت نبوی میں صحابہؓ کی مانند ہوں گے۔ سو یہ وصف سوائے ان لوگوں کے کسی اور میں معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یہ اسی طریقہ پر گامزن ہیں جس پر رسولِ اکرمؐ اور صحابہؓ قائم تھے۔ احیاء سنت سے ہمیشہ دین اسلام کی نصرت کرتے ہیں، بدعات کا قلع قمع کر کے رسولِ اکرمؐ کے مددگار بنتے ہیں (وللہ الحمد) ابو امامہ باہلیؓ سے مرفوعاً یہ آیا ہے اُس آدمی کو ایک مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور اس آدمی کو سات مرتبہ مبارک ہو جس نے مجھے دیکھا نہیں لیکن مجھ پر ایمان لایا (احمد، الطیالسی، بخاری حاکم) ابن مسعودؓ کہتے ہیں اس کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کوئی شخص اس شخص سے بہتر ایمان نہیں لایا جو غیب پر ایمان لایا، پھر یہ آیت تلاوت کی الٓمٓ ۚ ذٰلك الكتاب، الآیۃ ایمان بالغیب کے بارے میں تابعین کے بہت سے اقوال ہیں، ترجیحی بات یہی ہے کہ ایمان شرعی ان سب اقوال پر صادق آتا ہے کیونکہ اعمال ایمان میں داخل ہیں۔ حدیث ابوہریرہؓ میں مرفوعاً آیا ہے۔ ایمان کے ستر سے کچھ اوپر شعبے ہیں ان میں سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ کا اقرار و اعتراف اور سب سے کم تر راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا اور حیاء بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ ترجمہ:۔ اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی نماز ہمیشہ ٹھیک وقت پر بلا تاخیر، بغیر قضا کئے ارکان و سنن اور معروف طریقے پر ادا کرتے ہیں۔ فرائض و حدود اور نماز کے ارکان خلل سے بچاتے ہیں، "اقامۃ" کے اصل معنیٰ یہ ہیں کہ ہمیشہ ادا کرے۔ معلوم ہوا کہ جو وقت پر نماز نہیں پڑھتا یا کسی وقت پڑھتا ہے اور کسی وقت نہیں پڑھتا، یا بے وقت ادا کرتا ہے، یا اس طرح نہیں پڑھتا جس طرح سے ثابت ہے، یا غفلت و بے پرواہی سے پڑھتا ہے، وہ "مقیم صلوۃ" نہیں ہے بلکہ ایک فرض نماز کے عملاً ترک کرنے سے کفر لازم آجاتا ہے اگر توبہ کے بغیر مرگیا یا مارا گیا تو مرتد ہوا اور ایسے مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں دفن کرنا چاہیئے۔ لوگ دعویٰ تو ایمان و اسلام کا کرتے ہیں مگر اکثر نمازیں عملاً ترک کرتے ہیں، تاخیر سے پڑھتے ہیں یا غفلت سے ادا کرتے ہیں ان کے انجام کا خدا ہی حافظ ہے۔ خصوصاً عورتیں کہ وہ نماز کے اوقات کی پابندی نہیں کرتیں۔ اگر جہنم میں سب سے زیادہ یہ ہوں تو کیا تعجب ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا اس جگہ نماز سے مراد پانچوں نمازیں ہیں قتادہؒ نے فرمایا "قیام" سے مراد یہاں وقت، وضو، رکوع اور سجود پر محافظت ہے۔ کسی نے کہا "اقامۃ" سے مراد پورا کرنا ہے رکوع، سجود، تلاوت اور خشوع و خضوع کا۔ بہر حال ان سب عبارتوں کا حاصل ایک ہے کہ ایسی نماز پڑھے جیسی نماز رسولِ اکرمؐ پڑھتے تھے اس میں سب کچھ آگیا ہے۔

حدیث میں ہے "صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي" اس نماز میں رفع یدین، آمین بالجہر، سینے پر ہاتھ باندھنا، جلسہ استراحت اور رکوع کے بعد اعتدال کرنا سب سنتیں شامل تھیں۔ اس نماز کی ترکیب "مسك الختام شرح بلوغ المرام" میں لکھی ہے۔ نماز کا مطلب رسالہ حقیقۃ الصلوۃ میں کسی نے خوب بیان کیا ہے۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

یعنی اللہ کی راہ اور اس کی اطاعت میں صدقہ دیتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک "رزق" وہ چیز ہے جس سے نفع حاصل ہو، حلال ہو یا حرام۔ معتزلہ حرام کو رزق نہیں مانتے یہ ان کی غلط فہمی ہے، یہ اور بات ہے کہ حرام رزق کا کھانا، لینا اور دینا کبیرہ گناہ ہے۔ مگر رزق کی تعریف سے باہر نہیں لفظ "کچھ" کا یہ معنیٰ ہوا اسراف و تبذیر بری چیز ہے، اللہ کی مرضی کے بغیر مال کا اڑانا بڑا گناہ ہے ایسے لوگوں کو قرآن مجید میں "اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا لقب دیا گیا ہے۔ یہ مرض ان امرائ میں جو بخیل نہیں، سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ رؤسا میں سے کوئی بخل سے ہلاک ہوا تو کوئی اسراف سے۔ قتادہؒ نے فرمایا اس خرچ سے مراد زکوٰۃ کا ادا کرنا ہے ابن مسعودؓ نے فرمایا، خرچ کرنے سے مراد اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا ہے۔ ابن جریرؒ نے فرمایا آیت میں زکوٰۃ، فرض، نفل، صدقہ، قریب وغریب وغیرہ سب اخراجات شامل ہیں، ابن کثیرؒ نے کہا اللہ نے نماز اور مال کے خرچ کو بہت جگہ پر ایک ساتھ ذکر کیا۔ یہ اس لئے کہ نماز اللہ کا حق ہے، اس کی عبادت ہے، یہ عبادت اللہ کی توحید و ثنا، تمجید اور اپنی عاجزی، دعا اور توکل پر مشتمل ہے۔

"انفاق" اللہ کی مخلوق پر احسان کرنا ہے، کیونکہ اس کا نفع ایک سے دوسرے تک پہنچتا ہے۔ سو اس احسان کے سب سے زیادہ مستحق اہل و عیال، قرابت والے اور مملوک ہیں، اس کے بعد اجنبی لوگ، "اول خویش بعد درویش" اس لئے سارے نفقات واجبہ اور فرض زکوٰۃ اس آیت میں داخل ہیں۔

صحیحین میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً آیا ہے۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

۱۔ کلمہ شہادت کا اقرار و اعتراف۔ ۲۔ نماز کا قائم رکھنا۔

۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴۔ رمضان شریف کے روزے رکھنا۔

۵۔ بیت اللہ کا حج۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں اس بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

ترجمہ:۔ اور جو کتاب (اے محمدؐ) آپ پر نازل ہوئی۔ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

مراد سارا قرآن مجید اور ساری شریعت اسلام ہے۔ نزولِ قرآن کا مطلب یہ ہے کہ جبرائیلؑ نے اللہ کا کلام آسمانوں میں سنا اور اسی طرح رسولِ اکرمؐ کے پاس لائے اس سے اللہ کا عرش پر ہونا ثابت ہوا۔ قرآن کا سننا، پڑھنا، سینوں میں محفوظ ہونا، مصحف میں لکھا جانا اور حرف و صوت میں ہونا ثابت ہوا۔ قرآن مجید کی یہ ساری صفات خود کلام اللہ اور حدیثِ رسولِ اکرمؐ سے ثابت ہیں۔

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔

ترجمہ:۔ اور جو کتابیں تم سے پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی دوسرے رسولوں پر جیسے حضرت ابراہیمؑ پر صحیفے، داؤدؑ پر زبور، موسیٰؑ پر تورات اور عیسیٰؑ پر انجیل۔ ان سب پر ایمان لانا اجمالاً فرض عین ہے اور قرآن پر تفصیلاً ایمان لانا فرض کفایہ ہے۔ صحابہؓ کی ایک جماعت نے کہا اس آیت سے مراد اہل کتاب کے مؤمنین ہیں۔ ان کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ۔

ترجمہ:۔ اور بعض اہل کتاب ایسے بھی ہیں جو اللہ پر اور اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور اس پر جو ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا:

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ

ترجمہ:۔ جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لے آتے ہیں۔

جس طرح کہ پہلی آیت سے مراد مؤمنین عرب تھے، کسی نے کہا کہ یہ دونوں آیتیں سارے مؤمنین کے حق میں ہیں، عربی یا عجمی، انسان ہوں یا جن، اہل کتاب ہوں یا مسلمان، شوکانیؒ نے اسی بات کو ترجیح دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ ان مؤمنین کی تعریف کی ہے جنہوں نے ان دونوں معاملات کو مانا ہے۔

تیسری جگہ فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ۔

ترجمہ:۔ مومنو! اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ۔

چوتھی جگہ فرمایا:۔

اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ، (العنکبوت ۴۶)

ترجمہ:۔ جو (کتاب) ہم پر اتری اور جو (کتابیں) تم پر اتریں ہم سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچویں جگہ فرمایا:۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ۔ (البقرہ:۲۸۵)

ترجمہ:۔ رسول اس کتاب پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی، سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے۔

چھٹی جگہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ (النساء: ۱۵۲)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کیا۔

ابن کثیرؒ نے کہا اگرچہ سارے مؤمنین اس میں داخل ہیں لیکن اہل کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی کتاب پر مفصل ایمان لائے، پھر جب مسلمان ہو کر قرآن پر بھی مفصل ایمان لائیں گے تو ان کو دوگنا اجر ملے گا، غیر اہل کتاب کا ایمان اگلی کتابوں پر اجمالی ہے ہاں کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ رسولِ اکرمؐ پر بہت سے عربوں کا ایمان اُن لوگوں کے ایمان سے جو اسلام میں بعد میں داخل ہوتے ہیں اَتم و اکمل ہے گو ان کو دوہرا اجر ملے، اس لئے کہ ان کی تصدیق کا ثواب اہلِ کتاب کے دوہرے اجر پر بڑھ جائے گا۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ:۔ اور سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔

یعنی اس دن جتنے کام ہوں گے جیسے بعث و نشر و حشر کسی میں بھی ان کو شک نہیں ہے سب کی سچے دل سے تصدیق کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ یہ متقین کی صفت ہے۔ اور وہ اس یقین کو ایمان کی اساس اور اسلام کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ جبکہ اہل کتاب کا اعتقاد آخرت کے سلسلے میں صحیح نہیں ہے، چہ جائیکہ وہ مرتبہ یقین تک پہنچ سکیں، ابن کثیرؒ نے آخرت سے مراد یہاں بعث و قیامت، جنت و جہنم حساب و میزان لیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ وہ دن دنیا کے بعد آئے گا اس لئے اس کو "آخرت" یا "یوم آخر" بولتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ

ترجمہ:۔ یہی لوگ اپنے پروردگار سے ہدایت پر ہیں۔

راستے سے مراد "نور" یا "استقامت" یا "بیان" یا "برہان" یا "بصیرت" یا "توفیق" یا "سداد"، یہ سب معنی مراد ہو سکتے ہیں۔ اس جملہ میں متقین کے حالات کی خبر دی ہے کہ وہ بسبب کمالِ استعداد، اعمالِ صالحہ اور ترکِ محرمات کے اللہ کی طرف سے کامیاب و کامران اور راہ شناس ہو گئے ہیں۔

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ:۔ اور یہی نجات پانے والے ہیں۔

یعنی دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران ہوئے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا۔ انہوں نے مدعیٰ و مقصود پا لیا، جس برائی سے بھاگے تھے اس سے محفوظ ہوئے، کسی نے کہا آگ سے بچے اور جنت نصیب ہوئی، ابن عمرؓ کہتے ہیں ہم نے رسولِ اکرمؐ سے عرض کی بعض دفعہ ہم قرآن پڑھتے ہیں تو ہم پُر امید ہوتے ہیں اور بعض جگہ ناامیدی آگھیرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنت و دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ عرض کیا گیا ضرور۔ فرمایا۔ "الٓمٓ" سے لے کر "مفلحون" تک اہل جنت کا ذکر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہم یہی لوگ ہیں۔ پھر فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ .....

..... عظیم" میں اہل دوزخ کا ذکر ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ یہ ہم لوگ نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ (ابن ابی حاتم)

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

ترجمہ:۔ جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کے لئے برابر ہے وہ ایمان نہیں لانے کے۔

دوسری جگہ فرمایا:۔ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (یونس ۹۶)

ترجمہ:۔ جن لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے وہ ایمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں لانے کے جب تک عذاب الیم نہ دیکھ لیں خواہ ان کے پاس ہر طرح کی نشانی آجائے۔

تیسری جگہ اہل کتاب کے نافرمانوں کے بارے میں فرمایا۔

وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۔

(البقرہ ۱۴۵)

ترجمہ:۔ اور اگر آپ ان اہلِ کتاب کے پاس تمام نشانیاں بھی لے کر آئیں تو بھی یہ تمہارے قبلے کی پیروی نہ کریں۔

یعنی اللہ نے جس کو "شقی" ٹھہرادیا ہے اس کو کوئی "سعید" نہ کر سکے گا اور جس کو اللہ نے گمراہ کر دیا کوئی ہدایت نہ دے سکے گا، پھر اے رسولِ اکرمؐ تو آپ اپنے جی کو کیوں گھلاتے ہیں۔ آپ کو تو صرف پیغام حق پہنچانا ہے کوئی مانے یا نہ مانے، جو مانے گا اسی کا بھلا ہوگا، جو نہیں مانے گا وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آپ کا کام پہنچا دینا ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے، ابن عباسؓ نے فرمایا: کہ رسولِ اکرمؐ کی تمنا تھی، سب لوگ ایمان لے آئیں، ہدایت کی راہ پر چلیں، آپؐ کا فرمان مانیں، اللہ نے فرمایا: ایمان صرف وہی لاتا ہے جس کے لئے پہلے سے سعادت مقرر ہو چکی، گمراہ وہی ہوتا ہے جو پہلے سے بدبخت ٹھہر چکا ہے۔ ابوالعالیہ نے کہا یہ آیتیں "غزوہ احزاب" سے بیٹھ رہنے والوں کے حق میں اتریں۔

دوسری جگہ اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۔ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا (ابراھیم ۲۸)

ترجمہ:۔ کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اتار دیا۔

علماء نے کہا یہ آیت عام ہے مگر اس کے معنی خاص ہیں، یعنی اس سے مراد ایسا آدمی ہے۔ جس کا کفر پر مرنا اللہ کے علم میں موجود ہے۔ اللہ نے یہ چاہا کہ لوگوں کو یہ بات بتا دے کہ ان میں ایسے آدمی بھی جن کا یہ حال ہوگا، تعیین خاص کسی شخص کی نہیں کی۔

❖

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

ترجمہ:۔ اللہ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب تیار ہے۔

دل، کان، آنکھ کا ذکر اس لئے کیا کہ علم کے یہی تین راستے ہیں، دل سے انسان سمجھتا ہے، کان سے سنتا ہے اور آنکھ سے دیکھتا ہے سو جب دل اور کان پر مہر لگ گئی، آنکھوں پر پردہ پڑ گیا تو نہ ہدایت کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ حق کو دیکھ اور سُن سکتے ہیں۔ بعض اہل علم کا خیال ہے اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ حق بات کے سننے سے تکبر اور روگردانی کرتے ہیں، ابن جریرؒ نے کہا یہ قول صحیح نہیں اس لئے کہ اللہ نے تو یہ کہا ہے کہ ہم نے اُن کے دلوں پر مہر کردی ہے، زمخشری نے پانچ طرح سے ابن جریر کا رد کیا ہے۔ مگر ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ وہ سب وجوہ ضعیف ہیں۔ اعتزال نے اس کو یہ جرأت دلائی کہ اللہ کا مہر لگانا اس کے اعتقاد میں ایک امر قبیح ٹھہرا۔ اگر وہ اس آیت پر غور کرتا۔

فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ۔ (صف: ۵)

ترجمہ:۔ جب اُن لوگوں نے کج روی کی اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔

دوسری جگہ فرمایا:

وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ (انعام: ۱۱۱)

ترجمہ:۔ اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے۔

تو ابن جریرؒ کے قول کا رد نہ کرتا اور یہ بات جان لیتا کہ اللہ تعالیٰ ان دلوں پر مہر لگا کر ان کے اور ہدایت کے درمیان حائل ہو گیا ہے۔ ان کے ترکِ حق اور باطل پر اصرار اور ہٹ دھرمی کی پوری پوری سزا ہے، قرطبیؒ نے کہا اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ اللہ نے اپنے نفس کو کافروں کے دلوں پر مہر لگانے کے ساتھ موصوف کیا ہے جس طرح فرمایا:

بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ (النساء: ۱۵۵)

ترجمہ:۔ بلکہ ان کے کفر کے سبب اللہ نے ان پر مہر کردی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر حدیثِ دل کے پھرنے کا ذکر کیا، پھر اس دُعا کا "یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ"، پھر حدیث حذیفہؓ کو بیان کیا جس میں دلوں کے اندر فتنوں کے وقوع پذیر ہونے کا ذکر آیا ہے۔ (بخاری) ابن جریرؒ کہتے ہیں حدیث ابوہریرہؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ بن جاتا ہے اب اگر توبہ کرلی، گناہ سے باز رہا تو دل صاف ہوگیا اور اگر زیادہ گناہ کیا تو نقطہ بڑھتا گیا حتیٰ کہ پورا دل سیاہ ہوگیا، یہ وہی "رین" ہے جو اللہ نے فرمایا:

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (المطففین: ۱۴)

ترجمہ۔ دیکھو یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔

اس حدیث کو ترمذی نے "حسن صحیح" کہا۔ نسائیؒ نے بھی روایت کیا۔ ابن جریرؒ نے کہا کہ رسولِ اکرمؐ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ جب گناہ دل پر لگاتار آتے ہیں تو دل کو بند کر دیتے ہیں۔ جب دل بند ہوگیا تو اللہ کی طرف سے اس پر مہر لگ گئی۔ اب نہ ایمان اس میں جا سکتا ہے اور نہ کفر وہاں سے باہر آ سکتا ہے، یہی مطلب ہے قرآن مجید کی اس آیت کا کہ مہر تو دل اور کان پر لگتی ہے، آنکھ پر پردہ پڑتا ہے۔ اللہ نے فرمایا۔

وَخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَةً (الجاثیۃ: ۲۳)

ترجمہ:۔ اور اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔

مجاہدؒ نے کہا "رَین" (زنگ) "طبع" (مہر) سے ہلکا ہے۔ "طبع" "اقفال" (تالے) سے کم ہے، "اقفال" سب سے زیادہ سخت ہے۔ باقی رہا "عذاب عظیم" سو اس جگہ اس سے مراد عذاب آخرت، عقابِ قیامت یا قتل وقیدِ دنیا ہے۔ عذاب ہر اس چیز کا نام ہے جو انسان کو تکلیف دیتی ہے۔ "عظیم" ضد ہے "حقیر" کی جس طرح "کبیر" ضد ہے "صغیر" کی۔ اس بنیاد پر "عظیم" "کبیر" سے بڑھ کر ٹھہرا، جس طرح کہ "حقیر"، "صغیر" سے کم تر ہے، اللہ نے پہلی چار آیتوں میں مومنین، مخلصین کا ذکر کیا، پھر دو آیتوں میں خالص کافروں کا ذکر کیا۔ اب تیرہ آیتوں میں منافقین کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے جو نہ ادھر تھا اور نہ ادھر، ظاہر میں مومنین کے موافق تھے اور باطن میں کافروں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح تھے، اس لئے ان کے حق میں فرمایا۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ (النساء: ۱۴۵)

ترجمہ:۔ کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔

ابن کثیرؒ کہتے ہیں اس فرقے کا حال اکثر لوگوں پر مشتبہ رہتا تھا اس لئے کئی وصف ان کے بیان فرمائے۔ ہر وصف ایک طرح کا نفاق ہے۔ ان کا ذکر سورۂ توبہ میں، سورۂ منافقین اور سورۂ نور میں بھی آیا ہے، تاکہ سب لوگ ان کے حال کو جانیں اور ان سے بچتے رہیں۔

(جاری ہے)

زیست کی بلبل

پہ اک دن موت کا جھپٹے گا باز

تو نے مجھکو دولت دل سے کیا ہے سرفراز
مانگتا ہوں تجھ سے میں اب دولت سوز و گداز

کیوں نہ ہو محبوب مومن کو تہجد کی نماز
حاصل عمر رواں ہے عرصۂ راز و نیاز

کام آتا ہے جو انساں دہر میں انسان کے
نعمت عظمیٰ ہے اُس انسان کی عمر دراز

جاں سے جاں کر بھی سکون جاں نہیں انکو ملا
جاں رہی جنکی فدائے رقص و موسیقی و ساز

خلق سے اُلفت ہے میری خالق کل کیلئے
بے حقیقت فلسفے ہیں یہ حقیقت اور مجاز

کر خوشی سے صرف مال و زر خدا کی راہ میں
حسرت و غم کا سبب ہے مال و زر کا ارتکاز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ